# ڈبلیو سیریز--1998--۳۰واں درس

# موضوع--حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُھٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَھَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَاۤ اَبَدًا۔ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ

(۹۔سورہ التوبہ۔آیت ۱۰۰)۔۔۔صدق اللہ العظیم

ترجمہ--- بڑھ کر پہل کرنے والے (کس کس سے؟) مہاجرین میں سے اور انصار میں سے اور (تیسرا گروہ) جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان (مہاجرین وانصار) کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوئے اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے ان سب کے لئے جنت ہے جس کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہ فوزا العظیم ہے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے،

آیئے اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آج ہمیں ایمان اور احتساب سے روزے رکھتے ہوئے صحابہؓ کے ایثار وقربانی، حبِ رسول، اطاعتِ اللہ، اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ اولی الامر سے سبق سیکھتے ہوئے ۳۰ویں درس تک ہمیں لا پہنچایا ہے

کتنے ہی ہمارے محسن، عزیز واقارب ایسے ہیں جو گزشتہ سال تو ہمارے ہمسفر تھے اب اللہ کو پیارے ہو چکے، اُن کے لئے مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ زندگی کی مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھایئے،

آیئے اس ابتدائی بات کو پھر ذہنوں میں تازہ کرلیں کہ ہر موجد اپنی ایجاد سے پہچانا جاتا ہے، خالق اپنی

تخلیق کی عظمتوں سے پہچانا جاتا ہے ، ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ، ہر استاد اپنے شاگردوں کی عظمتوں سے پہچانا جاتا ہے ، آیئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کے اعمال سے اور ان کے اعمال سے آقائے نامدار ﷺ کو پہچانیں ، جن کا ارشاد گرامی ہے کہ "میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (رزینؒ) " اوکما قال ﷺ ۔

## آج کے صحابیؓ عشرہ مبشرہ کی عظیم شخصیت

## "حضرت زبیر رضی اللہ عنہ " ہیں

آیئے عظمتوں کا کچھ تھوڑا سا اندازہ کریں۔

۱- **پہلی عظمت---** نبی کریم ﷺ سے رشتے ، قرابتیں، نسبتیں ہیں

**پہلا رشتہ، پہلی نسبت---** آپؓ کی والدہ صفیہؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں اور اس طرح حضرت زبیرؓ نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زادہ بھائی تھے،

**دوسرا رشتہ، دوسری نسبت---** ان کے والد ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے سگے بھائی تھے اور اس طرح یہ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے،

**تیسرا رشتہ، تیسری نسبت---** آپؓ کی والدہ حضرت صفیہ عبدالمطلب کی بہن تھیں اور حضرت زینبؓ کی والدہ تھیں اس طرح سے آپؓ ام المومنین حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

**چوتھا رشتہ اور نسبت---** آپؓ کا نکاح حضرت اسماءؓ سے ہوا تھا جو عائشہ صدیقہؓ کی بہن تھیں اس طرح آپؓ نبی کریم ﷺ کے ہم زلف تھے، ان قرابتوں سے حضرت زبیرؓ قریباً اہلِ بیت میں سے ہو گئے تھے۔

۲- **دوسری عظمت---** آقائے نامدار ﷺ کے حواری ہونے کی ہے، خود نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ خطاب دیا اور وہ اس سے پکارتے تھے (بخاری) جو بہت بڑا شرف ہے۔

۳- **تیسری عظمت---** آپؓ ان چودہ سابقون الاولون میں سے ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۱۵ یا ۱۶ سال تھی، اسلام لانے سے پہلے آپؓ کے چچا نوفل کو آپؓ سے بہت محبت تھی مگر اسلام لانے کے بعد وہ محبت نفرت میں غیض وغضب میں بدل گئی وہ انہیں چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتے اور اتنی دھونی

دیتے کہ دھوئیں سے آپ کا دم گھٹنے لگتا مگر زبان سے یہی کہتے جاتے کہ جتنی چاہو اذیت دے لو مگر اب میں کافر نہیں ہو سکتا۔

**۴- چوتھی عظمت---** حُبِ رسول ﷺ میں اُٹھنے والی پہلی تلوار حضرت زبیرؓ کی تھی، بچے تھے کہیں سے افواہ سن لی کہ آقائے نامدار ﷺ کو گرفتار کر لیا گیا ہے، بیتابانہ ننگی تلوار لے کر بھاگے، ہانپتے ہوئے پہنچے، دو جہانوں کے سردار ﷺ نے پوچھا کہ خیریت تو ہے کیا ہوا؟ عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ میں نے یہ سنا تھا، نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور یوں یہ پہلی تلوار تھی جو حُبِ رسول ﷺ میں عریاں ہوئی۔

**۵- پانچویں عظمت---** دہری ہجرت کا ثواب، حضرت زبیرؓ بھی ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں اللہ رب العزت نے ہجرت حبشہ سے بھی نوازا اور ہجرتِ مدینہ سے بھی۔

**۶- چھٹی عظمت---** تمام غزوات میں شریک رہے، غزوہ بدر میں جوش و جذبہ کا یہ عالم تھا کہ ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے تمام جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا ایک زخم تو اتنا بڑا تھا کہ زندگی بھر وہاں گڑھا پڑا رہا جس طرف کا رخ کرتے صفوں کی صفیں تہہ و بالا کر دیتے تھے۔ عبیدہ بن سعید زرہ میں غرق مقابلے کے لئے آیا، صرف اس کی آنکھیں کھلی تھیں حضرت زبیرؓ نے تاک کر آنکھ میں اس قوت سے تیر مارا کہ پار ہو گیا، لاش پر بیٹھ کر تیر کھینچا تو تیر ٹیڑھا ہو گیا اور ایک مدت تک آپؓ کا یہ تیر خلفاء کے پاس بطور یادگار رہا-- سبحان اللہ -- غزوہ احد میں بھی آپؓ آخری وقت تک جان نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے، رسول اللہ ﷺ کو دشمن کے حملوں سے بچاتے رہے۔ غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ، بیعتِ رضوان میں شریک رہے، غزوہ خیبر میں مرحب رئیسِ خیبر کا قوی ہیکل بھائی اس کروفر (دھوم دھام، ٹھاٹ باٹ) سے مقابلے میں آیا کہ اس کو دیکھ کر حضرت صفیہؓ بول اُٹھیں کہ آج میرا بیٹا شہید ہو گا، نبی کریم ﷺ نے سنا، فرمایا نہیں اور یہی نتیجہ نکلا حضرت زبیرؓ نے اسے جہنم میں پہنچا دیا۔

**۷- ساتویں عظمت---** فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حضرت زبیرؓ کے چہرے کی گرد صاف کی (طبقات ابن سعد) آپؓ تمام غزوات میں مجاہدانہ حیثیت سے شامل ہوئے۔

**۸- آٹھویں عظمت---** حضرت زبیرؓ ان دو صحابہؓ میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں (بخاری) اور دوسرے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

**۹- نویں عظمت---** حضرت زبیرؓ ان چھ اشخاص میں سے تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے

نامزد کیا تھا یوں زبیرؓ بھی خلافت کے امیدوار تھے لیکن آپؓ نے ایثار و قربانی کی مثالیں قائم کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے حق میں اپنا نام واپس لے لیا (وہ مثالیں قائم ہوئی ہیں کہ اقتدار کو قربان کرو، ہوسِ اقتدار کی کہیں جھلک نہ آئے) انصاف کی انتہا ملاحظہ فرمائیں- دونوں میں سے کسی کے لئے اپنا رجحان ظاہر نہیں کیا-- سبحان اللہ-- بلکہ اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے تحت کردی اور جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں فیصلہ دیا تو حضرت علیؓ کی طرح آپؓ بھی فوراً بڑھے اور آپؓ نے بھی بیعت کرلی۔

**۱۰- دسویں عظمت---** سکندریہ کی فتح کا سہرا بھی حضرت زبیرؓ کے سر رہا، عہدِ فاروق میں جنگِ یرموک میں حیرت انگیز شجاعت و جانبازی کا مظاہرہ کیا، فسطاط کی جنگ میں قائدانہ حیثیت سے لڑے، مسلمان سات مہینوں سے فسطاط کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر کوئی پیش رفت نہ ہوتی تھی، یہ کیفیت دیکھ کر آپؓ ایک دن تلوار ہاتھ میں لے کر بڑی دلیری سے فصیل پر چڑھ گئے اندر اتر کر شہر کا دروازہ کھول دیا۔

**۱۱- گیارہویں عظمت---** یہودی و مجوسی سازش کے دوران جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا تو آپؓ خاموش نہ رہ سکے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے متعین کیا، حضرت عثمانؓ نے انہی سے اپنی وصیت حضرت زبیرؓ کو پہنچوائی تھی۔

**۱۲- بارہویں عظمت---** [illegible]

[illegible]

**۱۳- تیرہو[illegible]ں عظمت---** جنگِ جمل کی آزمائش میں اجتہادی بھول سے رجوع-- حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت زبیرؓ [illegible]ور حضرت طلحہؓ چار مہینے تک خاموش رہے اور اس کے بعد انتظار کرتے رہے کہ حضرت علیؓ کسی طرح سے سبائیوں سے چھٹکارا [illegible] حاصل کرلیں، یقین تھا کہ بھرپور کوشش کررہے تھے، خونِ عثمان کا قصاص لے لیا جائے مگر اس دوران میں بلوائی چھائے ہوئے [illegible] تھے حضرت علیؓ کے لئے یہ ممکن نہ تھا، چار مہینوں کے بعد حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اصلاحِ حال اور قصا[illegible]ص کا مطالبہ کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے خود اقامت حدود کا یقیناً خیال ہے میں اس سے غافل نہیں ہوں مگر ایسی قوم کا کیا علا[illegible]ج کروں جس پر میرا اختیار نہیں ہے؟ اذنِ رب--- امرِ رب--- آزمائشیں--- رفعتیں---

بلندیاں، اسی کے بعد وہ سارے کا سارا لشکر بنا، اسی کے بعد عائشہ صدیقہؓ کو لے کر چلے، اسی کے بعد جب ملاقات ہوئی اور حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے درمیان صلح کی شکل پیدا ہو چلی تھی تو سبائیوں نے، سازشیوں نے، انتقام لینے والوں نے پھر شب خون مارا، پھر جنگ چھڑوا دی، دونوں جب ایک دوسرے کے مقابل میں آئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بلا کر گفتگو کی (سبحان اللہ -- دیکھئے عظمتیں -- دیکھئے فریقین کتنے دیانتدار تھے -- کتنے عظیم تھے) اور کہا کہ دیکھو زبیر تمہیں وہ دن یاد ہے جبکہ ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزرے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم ایک دن علی سے ناحق لڑو گے (مستدرک حاکم) حضرت زبیرؓ اس سے پہلے حضرت عمار بن یاسرؓ کو حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں دیکھ کر حیران ہو چکے تھے کیوں کہ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مشہور تھا کہ افسوس سمیہ کے بیٹے تجھے باغیوں کی ایک جماعت قتل کرے گی، اب جو حضرت علیؓ نے حدیث یاد دلائی تو اعلیٰ ترین ایمان و عمل کا

سبحان اللہ -- لوٹے --

**۱۴- چودھویں عظمت** --- اذنِ رب، امرِ رب کی راہوں سے -- ۶۴ یا ۶۷ سال کی عمر میں شہادتِ عظمیٰ تک

اس طرح پہنچے کہ جب اجتہادی بھول سے رجوع کے بعد وادی السباع میں ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے تو ابن جرموز بدنصیب نے جوشر یک نماز تھا تلوار سے گردن الگ کر دی، حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور حضرت علیؓ کو خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن حضرت زبیرؓ کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ (سنئے --- سبحان اللہ) حضرت علیؓ کو بے حد صدمہ ہوا آپؓ نے فرمایا، واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے رسولِ کریم ﷺ سے بہت سے مصائب دُور کئے تھے اور تو جہنمی ہے، یہ بھی نبی کریم ﷺ کا فرمان تھا کہ زبیرؓ کے قاتل کو تمہیں اطلاع دینا ہے کہ وہ جہنمی ہے۔

**۱۵- پندرھویں عظمت** --- اللہ رب العزت نے ایمان و ایثار کی بے پناہ دولت کے ساتھ حضرت زبیرؓ کو دنیاوی مال و دولت سے بھی نوازا تھا، بڑے مخیّر بزرگ تھے، اصل ذریعہ معاش شرفاءِ قریش کی طرح تجارت ہی تھا ان پر اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہوا کہ جس کام میں ہاتھ ڈالا کبھی نقصان نہیں ہوا، مالِ غنیمت کے علاوہ وسیع جاگیر بھی آپؓ کو عطا ہوئی تھی جن میں بیشمار آمدن تھی، خیبر میں ایک وسیع سرسبز قطعہ آپ کو ملا تھا، مدینہ منورہ میں بھی زمین تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عقیق میں ایک بڑی جاگیر دی، ان زمینوں کو آپؓ نے بہت آباد اور زرخیز کیا خود دیکھ بھال کرتے تھے اس کے علاوہ مصر اور عراق میں بہت سارے مکان تعمیر کروائے (بتایا جا رہا ہے کہ مؤمن کا پیسہ کیسے لگتا ہے) ایک دفعہ آپؓ کے مال و متاع کا تخمینہ لگایا گیا تو پانچ کروڑ دو لاکھ دینار نکلے، اتنے دولتمند ہونے کے باوجود جب رئیس لوگ امانتیں آ کر رکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ امانت نہیں ہے

قرض ہے (اکنا مک سٹرکچر سکھلایا جارہا ہے) اس کی دو وجہ تھیں، ایک تو یہ کہ مال کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا اور دوسرا یہ کہ وہ دولت کو بیکار رکھنا نہیں پسند فرماتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس کو کسی کام میں لگا کر نفع حاصل کریں۔

**۱۶- سولہویں عظمت---** وہ وصیت تھی جو یومِ جمل کے دن حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو کی کہ آپؓ کے مال میں سب سے پہلے قرض ادا کیا جائے اس کے بعد میراث کا ایک حصہ حضرت عبداللہ اپنے لڑکے کے لئے رکھ لیں اور جو کچھ بچے وہ وارثوں میں تقسیم کردیں، بہت سارے قرض خواہوں نے چاہا کہ اپنا قرض وارثوں کے حق میں چھوڑ دیں مگر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کو گوارا نہ کیا اور قرض خواہوں کو پوری رقم ادا کی، مسلسل چار سال تک حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے کہ جس کسی کا حضرت زبیرؓ پر قرض ہو وہ میرے پاس آئے،

--آپ نے دیکھا کہ کہیں پہلو نہیں بدلا، کہیں فکرِ آخرت سے نہیں ہٹے، کہیں حق وانصاف سے نہیں ہٹے، کہیں کسی طرف نہیں جھکے، کہیں عزتِ نفس نے نہیں کہا کہ تم نے تو یہ فیصلہ کیا تھا اب اس فیصلے پر قائم ہو جاؤ، نہیں یہ وہ بزرگ ہستیاں تھیں، یہ وہ عظیم لوگ تھے جو اپنی عزتِ نفس کو قدم قدم پر قربان کرتے تھے، قدم قدم پر رجوع کرتے تھے، امتِ وسط ہونے کا حق ادا کرتے تھے، کس طرح سرِ عام رجوع کیا جب حضرت علیؓ نے انہیں حدیث سنائی اور کس طرح سے یہ قطعاً ملال نہیں ہوا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہیں گے اور کس طرح سے جان دے دی، اذنِ رب ---امرِ رب---میرے رب نے جس جہنمی کے ہاتھوں سے شہید کروانا تھا اسی جہنمی کے ہاتھوں سے اسی طرح سے شہید ہوئے۔

یہ اذنِ رب اور امرِ رب میرے محسنو اگر تم کسی کی طرف داری کرو گے، اگر تم کہیں جھک جاؤ گے تمہارا یہی تو امتحان ہے، میرا یہی تو امتحان ہے اللہ کی قسم مجھ سے قیامت کے دن نہیں پوچھا جائے گا کہ چودہ سو سال پہلے، بارہ سو سال پہلے شہید ہونے والوں میں سے کون کتنا حق پر تھا اور کون نہیں تھا مجھ سے نہیں پوچھا جائے گا، مجھ سے میرے بارے میں سوال ہوگا، مجھ سے شہداء کی عظمتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ کیا تم نے دیکھا کہ کس طرح سے غربت میں بھی وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے تھے اولی الامر کے لئے تھے خلیفہ وقت کا کہا مانتے تھے اور کس طرح سے امارت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا وہ لوٹ کر اسی مقام پر چلتے چلے گئے۔ یہ عظمتیں--یہ نعمتیں--یہ بخششیں--میرے محسنو بلاوجہ نہ تھیں اللہ نے ان کو نقد انعام دینا تھا اور دغا کرنے والوں کو نقد سزا دینی تھی اور میری اور آپ کی تعلیم کرنی تھی، لہٰذا میں عرض کروں گا کہ

اگر آپ نے اس عاجز کی معروضات کو اتباعِ زبیرؓ کے ارادے سے سنا ہے تو مبارک ہو، نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر ایک منزل اور آپ آگے بڑھ گئے کہ "جس کا اتباع کرو گے تم ہدایت پاؤ گے (رزین)" آج سے آپ قرآن وسنت کے کسی فرمان کے سامنے آجانے پر اپنی اجتہادی بھول سے نہیں ڈریں گے بلکہ عزتِ نفس کے تقاضوں کو اپنے پاؤں

تلے خود روندتے ہوئے رجوع کریں گے اسے کائنات کا سب سے بڑا اعزاز سمجھیں گے،

----آپ صحابہؓ کی طرح پھر ایک ہوں گے،

-----ایک دوسرے سے دست وگریباں نہیں ہوں گے،

-----آپ حق اور انصاف کی دلیل ہوں گے،

----------آپ عظمتوں کی دلیل ہوں گے،

----------آپ امن کی دلیل ہوں گے، آپ خیر کی دلیل ہوں گے،

اللہ کرے کہ آپ نے اس چراغ سحری کی ان معروضات کو واقعتاً عمل کے ارادے سے سنا ہو----------السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(اے ۲۰۰۲ء) کی امت مسلمہ، تم میں سے ایک بہت بڑی اکثریت نے، کروڑوں نے اس عاجز کو مسلسل ۹ سال، رمضان المبارک میں پڑھا اور سنا، سراہا، لیکن بہت بڑی اکثریت نے جیسے اسوہ رسول ﷺ کو نہیں اپنایا اسی طرح سے اسوہ صحابہؓ، اسوہ زبیرؓ کو بھی نہیں اپنایا، شعور اور تسلسل سے اسوہ رسول ﷺ سے اعراض، اسوہ صحابہؓ سے اعراض، اسوہ زبیرؓ سے اعراض کی نقد سزا کی صورت امریکہ اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں ذلت ورسوائی، محکومی ومحتاجی نہ ملتی تو کیا ملتا؟؟

کیا آج بھی اسوہ رسول ﷺ، اسوہ صحابہؓ اور اسوہ طلحہؓ کی طرف نہیں لوٹو گے؟